۱۲۹۸ھ

احباب کا اعتقادِ جمیل (اللہ تعالیٰ)، مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
آپ کی آل اور اصحاب کے بارے میں

تصنیف لطیف:۔
اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا علیہ الرحمہ

ALAHAZRAT NETWORK
اعلحضرت نیٹ ورک
www.alahazratnetwork.org

کو زیادہ عداوت کا مبنیٰ یہی ہے کہ ان کے زعمِ باطل میں استحقاقِ خلافت حضرت مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنیٰ میں منحصر تھا۔

جب بحکمِ الٰہی خلافتِ راشدہ، اوّل ان تین سرداران مومنین کو پہنچی روافض نے انھیں معاذ اللہ مولیٰ علی کا حق چھیننے والا اور ان کی خلافت و امامت کو غاصبہ جائرہ ٹھہرایا۔

اتنا ہی نہیں بلکہ تقیہ شقیہ کی تہمت کی بدولت حضرت اسد اللہ غالب کو عیاذاً باللہ سخت نامرد و بُزدل و تارکِ حق و مطیع باطل ٹھہرایا۔ ع

دوستیٔ بے خرداں دشمنی ست

(بے عقلوں کی دوستی دشمنی ہوتی ہے)

(الغرض آپ کی امامت و خلافت پر تمام صحابہ کرام کا اجماع ہے) اور باطل پر اجماعِ امت (خصوصاً اصحابِ حضرت رسالت علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والتحیۃ کا) ممکن نہیں (اور مان لیا جائے تو غصب و ظلم پر اتفاق سے عیاذاً باللہ سب فسّاق ہوئے، اور یہی لوگ حاملانِ قرآنِ مبین و راویانِ دینِ متین ہیں، جو انھیں فاسق بتائے اپنے لئے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تک دوسرا سلسلہ پیدا کرے یا ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ اسی طرح ان کے بعد خلافتِ فاروق، پھر امامتِ ذی النورین، پھر جلوہ فرمائی ابو الحسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)

عقیدۂ تاسعہ ۹ ــــــ ضروریاتِ دین

نصوصِ قرآنیہ (اپنی مراد پر واضح آیاتِ فرقانیہ) و احادیثِ مشہورہ متواترہ (شہرت اور تواتر سے مؤیّد) و اجماعِ امت مرحومہ مبارکہ (کہ یہ قصرِ شریعت کے اساسی ستون ہیں اور شبہات و تاویلات سے پاک، ان میں سے ہر دلیل قطعی، یقینی، واجب الاذعان والثبوت، ان) سے جو کچھ دربارۂ الوہیت (ذات و صفاتِ باری تعالیٰ) و رسالت (و نبوت انبیاء و مرسلین، وحی رب العٰلمین) (و کتب سماوی، و ملائکہ و جن و بعث و حشر و نشر و قیامِ قیامت، قضاء و قدر) و ماکان و مایکون (جملہ ضروریاتِ دین) ثابت (اور ان دلائلِ قطعیہ سے مدلّل، ان براہینِ واضحہ سے مبرہن) سب حق ہے اور ہم سب پر ایمان لائے، جنت اور اس کے جانفزا احوال (کہ لاعین رأت ولا اُذن سمعت ولا خطر ببال احد[1] وہ عظیم نعمتیں

[1] صحیح البخاری کتاب التفسیر تحت آیۃ ۳۲/۱۷ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۷۰۴
جامع الترمذی ابواب التفسیر سورۃ السجدۃ امین کمپنی دہلی ۲/۱۵۱
سنن ابن ماجہ ابواب الزہد باب صفۃ الجنۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۳۳۱

وہ نعیم عظمتیں اور جان و دل کو مرغوب و مطلوب وُہ لذتیں جن کو نہ آنکھوں نے دیکھا نہ کانوں نے سُنا، اور نہ کسی کے دل پر اُن کا خطرہ گزرا) دوزخ اور اس کے جان گزا حالات (کہ وہ ہر تکلیف و اذیّت جو ادراک کی جائے اور تصوّر میں لائی جائے، ایک ادنٰی حصہ ہے اس کے بے انتہا عذاب کا، والعیاذ باللہ) قبر کے نعیم و عذاب (کہ وہ جنّت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا) منکر نکیر سے سوال و جواب روزِ قیامت حساب و کتاب و وزنِ اعمال (جس کی حقیقت اللہ جانے اور اس کا رسول) و کوثر (کہ میدانِ حشر کا ایک حوض ہے اور جنت کا طویل و عریض چشمہ) و صراط (بال سے زیادہ باریک، تلوار سے زیادہ تیز، پشتِ جہنم پر ایک پُل) و شفاعۃ عصاۃ اہلِ کبائر (یعنی گناہگارانِ اُمتِ مرحومہ کہ کبیرہ گناہوں میں ملوث رہے ان کے لئے سوالِ بخشش) اور اس کے سبب اہلِ کبائر کی نجات الٰی غیر ذالک من الواردات سب حق (ہے اور سب ضروری القبول) جبر و قدر باطل (اپنے آپ کو مجبورِ محض یا بالکل مختار سمجھنا دونوں گمراہی) ولٰکن امرٌ بین امرین (اختیارِ مطلق اور جبرِ محض کے بَین بَین راہِ سلامتی اور اس میں زیادہ غور و فکر سببِ ہلاکت، صدیق و فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہما اس مسئلہ میں بحث کرنے سے منع فرمائے گئے، ما و شما کس گنتی میں) جو بات ہماری عقل میں نہیں آتی (اس میں خواہ مخواہ نہیں الجھتے اور اپنی اندھی اوندھی عقل کے گھوڑے نہیں دوڑاتے بلکہ) اس کو موکول بخدا کرتے (اللہ عزّوجل کو سونپتے کہ واللہ اعلم بالصواب) اور اپنا نصیبہ اٰمنّا بہٖ کُلٌّ من عند ربّنا[1] بناتے ہیں (کہ سب کچھ حق کی جانب سے ہے سب حق ہے اور سب پر ہمارا ایمان) ؎

مصطفٰی اندر میاں آنگہ کہ می گوید بعقل — آفتاب اندر جہاں آنگہ کہ می جوید سہا[2]

(مصطفٰی صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم تشریف فرما ہوں تو اپنی عقل سے کون بات کرتا ہے
سورج دنیا میں جلوہ گر ہو تو چھوٹے سے ستارے کو کون ڈھونڈتا ہے۔ ت)

(قال الرضا) ؎

عرش پہ جا کے مرغِ عقل تھک کے گرا غش آگیا — اور ابھی منزلوں پرے، پہلا ہی آستان ہے[3]

یاد رکھنا چاہئے کہ وحی الٰہی کا نزول، کتبِ آسمانی کی تنزیل، جن و ملائکہ، قیامت و بعث، حشر و نشر،

---

[1] القرآن الکریم ۳/ ۷
[2]
[3] حدائق بخشش مکتبہ رضویہ کراچی حصہ اول ص ۷۹

حساب وکتاب، ثواب وعذاب اور جنت ودوزخ کے وہی معنیٰ ہیں جو مسلمانوں میں مشہور ہیں اور جن پر صدرِ اسلام سے اب تک چودہ سو سال کے کافہ مسلمین ومومنین دوسرے ضروریاتِ دین کی طرح ایمان رکھتے چلے آئے ہیں مسلمانوں میں مشہور ہیں۔

جو شخص ان چیزوں کو توحق کہے اور ان لفظوں کا تو اقرار کرے مگر ان کے نئے معنیٰ گھڑے مثلاً یوں کہے کہ جنت ودوزخ وحشر ونشر وثواب وعذاب سے ایسے معنیٰ مراد ہیں جو ان کے ظاہر الفاظ سے سمجھ میں نہیں آتے یعنی ثواب کے معنیٰ اپنے حسنات کو دیکھ کر خوش ہونا۔ اور عذاب اپنے بُرے اعمال کو دیکھ کر غمگین ہونا ہیں۔ یا یہ کہ وہ روحانی لذتیں اور باطنی معنی ہیں وُہ کافر ہے کیونکہ ان امور پر قرآن پاک اور حدیث شریف میں کھُلے ہوئے روشن ارشادات موجود ہیں۔

یُونہی یہ کہنا بھی یقیناً کفر ہے کہ پیغمبروں نے اپنی اپنی اُمتوں کے سامنے جو کلام، کلامِ الٰہی بتا کر پیش کیا وہ ہرگز کلامِ الٰہی نہ تھا بلکہ وُہ سب اُنھیں پیغمبروں کے دلوں کے خیالات تھے جو فوارے کے پانی کی طرح انھیں کے قلوب سے جوش مار کر نکلے اور پھر انھیں کے دلوں پر نازل ہو گئے۔

یونہی یہ کہنا کہ نہ دوزخ میں سانپ، بچھو اور زنجیریں ہیں اور نہ وُہ عذاب جن کا ذکر مسلمانوں میں رائج ہے۔ نہ دوزخ کا کوئی وجود خارجی ہے بلکہ دنیا میں اللہ تعالےٰ کی نافرمانی سے جو کلفت روح کو ہوتی تھی بس اسی روحانی اذیت کا اعلیٰ درجہ پر محسوس ہونا اسی کا نام دوزخ اور جہنم ہے۔ یہ سب کفر قطعی ہے۔

یُونہی یہ سمجھنا کہ جنت میں میوے ہیں نہ باغ، نہ محل ہیں نہ نہریں ہیں، نہ حُوریں ہیں، نہ غلمان ہیں، نہ جنت کا کوئی وجود خارجی ہے بلکہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی جو راحت روح کو ہوتی تھی بس اسی روحانیت کا اعلیٰ درجہ پر حاصل ہونا اسی کا نام جنت ہے، یہ بھی قطعاً یقیناً کفر ہے۔

یونہی یہ کہنا کہ اللہ عزّوجل نے قرآن عظیم میں جن فرشتوں کا ذکر فرمایا ہے نہ ان کا کوئی اصل وجود ہے نہ اُن کا موجود ہونا ممکن ہے، بلکہ اللہ تعالےٰ نے اپنی ہر ہر مخلوق میں جو مختلف قسم کی قوتیں رکھی ہیں جیسے پہاڑوں کی سختی، پانی کی روانی، نباتات کی فزونی، بس انھیں قوتوں کا نام فرشتہ ہے، یہ بھی بالقطع والیقین کفر ہے۔

یونہی جنّ وشیاطین کے وجود کا انکار اور بدی کی قوت کا نام جن یا شیطان رکھنا کفر ہے، اور ایسے اقوال کے قائل یقیناً کافر اور اسلامی برادری سے خارج ہیں۔

فائدۂ جلیلہ

مانی ہوئی باتیں چار قسم ہوتی ہیں ،

(۱) **ضروریاتِ دین** ان کا ثبوت قرآن عظیم یا حدیثِ متواتر یا اجماعِ قطعی قطعیات الدلالات واضحۃ الافادات سے ہوتا ہے جن میں نہ شُبہے کی گنجائش نہ تاویل کو راہ۔ اور ان کا منکر یا ان میں باطل تاویلات کا مرتکب کافر ہوتا ہے ۔

(۲) **ضروریاتِ مذہبِ اہلِ سُنّت وجماعت** ان کا ثبوت بھی دلیل قطعی سے ہوتا ہے مگر ان کے قطعی الثبوت ہونے میں ایک نوع شُبہہ اور تاویل کا احتمال ہوتا ہے اسی لئے ان کا منکر کافر نہیں بلکہ گمراہ بدمذہب ، بد دین کہلاتا ہے ۔

(۳) **ثابتاتِ محکمہ** ان کے ثبوت کو دلیل ظنی کافی ، جبکہ اس کا مفاد اکبر رائے ہو کر جانب خلاف کو مطروح ومضمحل اور التفاتِ خاص کے ناقابل بنا دے ۔ اس کے ثبوت کے لئے حدیث احاد ، صحیح یا حسن کافی ، اور قول سوادِ اعظم وجمہور علماء کا سندِ وافی ، فان ید اللہ علی الجماعۃ (اللہ تعالٰی کا دستِ قدرت جماعت پر ہوتا ہے ۔ت)
ان کا منکر وضوحِ امر کے بعد خاطی وآثم خطاکار و گناہگار قرار پاتا ہے ، نہ بد دین و گمراہ نہ کافر و خارج از اسلام ۔

(۴) **ظنیاتِ محتملہ** ان کے ثبوت کے لئے ایسی دلیل ظنی بھی کافی ، جس نے جانبِ خلاف کیلئے بھی گنجائش رکھی ہو ۔ ان کے منکر کو صرف مخطی وقصور وار کہا جائے گا نہ گناہگار ، چہ جائیکہ گمراہ ، چہ جائیکہ کافر ۔

ان میں سے ہر بات اپنے ہی مرتبے کی دلیل چاہتی ہے جو فرقِ مراتب نہ کرے ، اور ایک مرتبے کی بات کو اس سے اعلٰی درجے کی دلیل مانگے وہ جاہل بیوقوف ہے یا مکّار فیلسوف ع

ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مقامے دارد
(ہر بات کا کوئی وقت اور ہر نکتے کا کوئی خاص مقام ہوتا ہے ۔ت)

اور ع

گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی
(اگر تو مراتب کے فرق کو ملحوظ نہ رکھے تو زندیق ہے ۔ت)

اور بالخصوص قرآنِ عظیم بلکہ حدیث ہی میں تصریح صریح ہونے کی تو اصلاً ضرورت نہیں حتّٰی کہ مرتبہ اعلیٰ اعنی ضروریاتِ دین میں بھی۔

بہت باتیں ضروریاتِ دین سے ہیں جن کا منکر یقیناً کافر مگر بالتصریح ان کا ذکر آیات و احادیث میں نہیں، مثلاً باری عزّوجل کا جہل محال ہونا۔

قرآنِ عظیم میں اللہ عزّوجل کے علم و احاطہ کا لاکھ جگہ ذکر ہے مگر امتناع و امکان کی بحث کہیں نہیں پھر کیا جو شخص کہے کہ واقع میں تو بیشک اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے عالم الغیب والشہادۃ ہے، کوئی ذرّہ اس کے علم سے چھپا نہیں۔

مگر ممکن ہے کہ جاہل ہوجائے تو کیا وہ کافر نہ ہوگا کہ اس کے امکان کا سلبِ صریح قرآن میں مذکور نہیں۔ حاش للہ! ضرور کافر ہے اور جو اسے کافر نہ کہے خود کافر، تو جب ضروریاتِ دین ہی کے ہر جزئیہ کی تصریح صریح، قرآن و حدیث میں ضرور نہیں تو ان سے اُتر کر اور کسی درجے کی بات پر یہ مرطِ جڑا پن کہ ہمیں تو قرآن ہی میں دکھاؤ ورنہ ہم نہ مانیں گے نِری جہالت ہے یا صریح ضلالت۔ مگر جنون و تعصب کا علاج کسی کے پاس نہیں۔ تو خوب کان کھول کر سُن لو اور لوحِ دل پر نقش رکھو کہ جسے کہتا سنو "ہم اماموں کا قول نہیں جانتے ہمیں تو قرآن و حدیث چاہیئے" جان لو کہ یہ گمراہ ہے۔ اور جسے کہتا سنو کہ "ہم حدیث نہیں جانتے ہمیں صرف قرآن درکار ہے" سمجھ لو کہ یہ بددین، دینِ خدا کا بدخواہ ہے۔

مسلمانو! تم ان گمراہوں کی ایک نہ سُنو، اور جب تمہیں قرآن میں شُبہہ ڈالیں تم حدیث کی پناہ لو۔ اگر حدیث میں این و آں نکالیں تم ائمۂ دین کا دامن پکڑو۔ اس درجے پر آکر حق و باطل صاف کھُل جائے گا اور ان گمراہوں کا اُڑایا ہُوا سارا غبار حق کے برستے ہوئے بادلوں سے دُھل جائے گا اور اس وقت یہ ضالٌ مضلّ طائفے بھاگتے نظر آئیں گے کأنہم حمرٌ مستنفرۃ فرت من قسورۃ[1] (گویا وہ بھڑکے ہُوئے گدھے ہوں کہ شیر سے بھاگے ہوں)۔ (الصارم الربانی ملخصاً)

عقیدۂ عاشرہ[2] ـــــ شریعت و طریقت

شریعت و طریقت، دُو راہیں متباین نہیں (کہ ایک دوسرے سے جدا اور ایک دوسرے کے خلاف ہوں) بلکہ بے اتباعِ شریعت، خدا تک وصول محال۔ شریعت تمام احکامِ جسم و جان و روح و قلب

---

[1] القرآن الکریم ۷۴/ ۵۰ و ۵۱